سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے متعلق شراب والی روایت پر سیر حاصل گفتگو
جس میں روایت ودرایت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے
موصوف پر سے اس الزام کو صاف کیا گیا ہے

براهین علوی

فی دفاع شانِ مرتضوی علیہ السلام

مرتب
جناب محمد طلحہ علوی صاحب
ایم اے اسلامیات

مقدمہ
علامہ عماد الدین عندلیب
ریسرچ اسکالر الندوہ لائبریری اسلام آباد

شعبۂ نشر واشاعت
سیدہ زینب سلام اللہ علیہا ورضوانہ
اسلامک ریسرچ سنٹر چنیوٹ پاکستان

﴿ أنا مدينة العلم و علي بابها (الحديث) ﴾

براھین علوی

فی دفاع شان مرتضوی علیہ السلام

سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے متعلق شراب والی روایت پر سیر حاصل گفتگو جس میں روایت و درایت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے موصوف پر سے اس الزام کو صاف کیا گیا ہے۔

مقدمہ:

علامہ عماد الدین عندلیب

ریسرچ اسکالر الندوہ لائبریری اسلام آباد

مرتب:

جناب محمد طلحہ علوی صاحب

ایم اے اسلامیات

شعبۂ نشر واشاعت:

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا ورضوانہ

اسلامک ریسرچ سنٹر چنیوٹ پاکستان

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : براہین علوی فی دفاعِ شانِ مرتضوی

مصنف : محترم جناب محمد طلحہ علوی صاحب

تعداد : پانچ سو(500)

تاریخ طباعت : یکم محرم الحرام ۱۴۴۳ھ

مقام اشاعت : سیدہ زینبؑ اسلامک ریسرچ سنٹر چنیوٹ

زرتعاون: : ......

سیدہ زینب ریسرچ سنٹر چنیوٹ	ادارۃ التحقیق والادب اسلام آباد	مکتبہ امام اہل سنت گوجرانوالہ
0304-1399692	0313-5022696	0306-6426001
الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی	مکتبہ سیدنا امیر معاویہ کوہاٹ	کریم پبلی کیشنز لاہور
0331-5459409	0334-8251826	0300-4529232
بخاری کتب خانہ لاہور	مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	مکتبہ شہید مطہری چنیوٹ
0349-6623350	0300-0997826	0314-7754512
مکتبہ الحسنین لاری اڈہ فتح جنگ	مکتبہ فاروقیہ ہزارہ روڈ حسن ابدال	مکتبہ عزیزیہ بنوری ٹاؤن کراچی
0315-5026361	0321-9825540	0305-2140052

......اسٹاکسٹ......

سیدہ زینب (سلام اللہ علیہا ورضوانہ)

اسلامک ریسرچ سنٹر چنیوٹ پاکستان

فہرست مضامین

مقدمہ

حضرت علامہ عماد الدین عندلیب دامت برکاتہم

اسلامک ریسرچ اسکالر "الندوہ" لائبریری اسلام آباد

انبیاء علیہم السلام کے بعد کائنات کی سب سے مقدس اور برگزیدہ ہستیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے توسط سے اللہ تعالیٰ کا مکمل دین تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ عقائد ونظریات سے لے کر طہارت و نظافت تک، عبادات و معاملات سے لے کر معاشرت و معیشت تک اور اخلاقیات و رواداری سے لے کر تحمل و برداشت تک جتنے بھی اسلام کے شعبے ہیں اُن سب کی تعلیم وتربیت ہمیں ان ہی مبارک ہستیوں کے ذریعے ملی ہے۔ کلمہ ہو یا نماز، حج ہو یا زکوٰۃ، قرآن ہو یا حدیث غرضے کہ اسلام کا مکمل دستور ہم تک حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی بابرکت جماعت کے واسطے سے پہنچا ہے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تاریخ کے تقریباً ہر دور میں بعض ایسے عاقبت نا اندیش لوگ پائے جاتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسی مقدس اور بابرکت جماعت کے خلاف سازشیں اور پروپیگنڈے کرتے ہیں اوران کا بلند پایہ مقام طشت از بام کرنا چاہتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے علمائے اہل سنت والجماعت کو کہ انہوں نے ہر دور میں ایسے بدخواہ عناصر پر کڑی نگاہ رکھی اوران کی ناپاک کوششوں اور مکروہ عزائم کو کبھی بھی بار آور نہیں ہونے دیا، بلکہ ہر باران کے اس قسم کے مسموم مقاصد اور مذموم خواہشات کو خاک آلود کیا اور انہیں شکست وریخت سے دوچار کر کے دھول چٹا دی۔

من جملہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مشہور صحابی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام بھی اس سلسلے میں آتا ہے جن کے خلاف روز اوّل ہی سے نواصب وخوارج اور دُشمنانِ

اہل بیت نے پروپیگنڈا بنا رکھا ہے اور ان کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرتے رہتے ہیں، جن میں سے ایک اہم اور بڑی سازش ان کے خلاف یہ کی جاتی ہے کہ العیاذ باللہ! انہوں نے شراب پی کر نہ صرف یہ کہ خود نماز پڑھی بلکہ دوسرے لوگوں کی امامت بھی کروائی ہے۔ اور اس طرح گویا انہوں نے نماز جیسی اہم اور بڑی عبادت کا مذاق اُڑایا اور دین کے ساتھ ٹھٹھا و تمسخر کیا اور شریعت کے ساتھ انہوں نے انتہائی برا کھلواڑ کھیلا۔ (نعوذ باللہ منہ)

لیکن الحمد للہ! شروع دن ہی سے علماء و مشائخ اور اربابِ قلم اور اہل زبان نے قلم و زبان کا عمدہ استعمال کر کے مخالفین کے بے جا اعتراضات و اشکالات کا منہ توڑ جواب دیا اور متعلقہ جملہ روایات و حکایات کا عالمانہ و فاضلانہ اور محققانہ فنی جائزہ لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر شراب پی کر نماز پڑھانے کا اعتراض بالکل صاف اور ختم کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی جدا جدا کر دیا۔

عصر حاضر میں ایک بار پھر نواصب کی جانب سے جب یہ ہی گھسا پٹا پرانا اعتراض نئے انداز و اطوار سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر وارد کرنا شروع کیا گیا تو اس بار ہمارے انتہائی محترم اور صاحب ذوق نوجوان دوست جناب محمد طلحہ علوی سلمہ اللہ نے اپنی عمدہ صلاحیتوں کو اس میدان میں وقف کیا اور انتہائی عمدہ اور سلجھے ہوئے معتدل اسلوب و بیان کے انداز میں انہوں نے خلیفہ راشد سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارکہ کا عادلانہ دفاع کیا ہے اور آپؓ پر شراب پی کر نماز پڑھانے جیسے ناپاک اعتراض والی متعلقہ روایات کا روایت و درایت کی رُوشنی میں جائزہ لے کر اصل حقیقت سامنے لائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواصب و خوارج اور دُشمنانِ اہل بیت کا خود ساختہ اعتراض تھا جس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے خلیفہ راشد صحابی کا دامن بالکل پاک ہے۔

بندہ نے برادرم جناب محمد طلحہ علوی سلمہ کے رسالے ''براہین علوی فی دفاعِ شان مرتضوی'' کا طائرانہ مطالعہ کیا ہے اور اعتراض سے متعلقہ بعض خاص مواقع کو دیکھا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف موصوف نے متعلقہ موضوع پر انتہائی محنت و جانفشانی سے کام لیا ہے اور اپنی عمدہ صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا ہے۔

لیکن اس کے باوجود یہ حقیقت بھی کسی طرح آنکھوں سے اوجھل نہیں رہنی چاہیے کہ انسان بہرحال نسیان سے مرکب ہے، اس سے غلطی وخطاء کا صدور بہرحال ممکن ہے، اس لئے اگر رسالہ ہٰذا میں کوئی علمی وفنی اور تحقیقی وکتابی وغیرہ کسی بھی قسم کی غلطی کسی صاحب علم کی نظر سے گزرے تو وہ پر سے کوا بنانے کے بجائے ازراہِ کرم ہمیں اس پر مطلع فرمائیں تاکہ متعلقہ غلطی کو اپنی جگہ دُرست کر کے کتاب کی صحت وتحقیق کو مزید بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ وہ اِس رسالے کو مؤلف وراقم ہر دو کے لئے، ان کے مشائخ کے لئے اوران کے والدین کے لئے ذریعۂ نجات بنائے اوراس کو لوگوں کے لئے ہدایت وفلاح کا ذریعہ بنائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

والسلام:

بندہ عمادالدین عندلیب

رفیق ندوۃ المصنفین اسلام آباد

اسلامک ریسرچ اسکالر ''الندوہ'' لائبریری اسلام آباد

یکم محرم الحرام ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۰/اگست ۲۰۲۱ء

سبب تالیف

ناصبیت جس تیزی کے ساتھ پھیل رہی اور نوجوان نسل کا ایمان ضائع کر رہی ہے اگر ناصبیت کے اس فتنے کو نہ روکا گیا تو اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے دوری یقینی ہوگی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ایسے اہل علم پیدا کیے جو اس فتنہ کی سرکوبی کرنا جانتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر نواصب نے ان گنت الزامات لگائے اور علمائے حق نے ہر الزام کا مدلل اور مفصل جواب دیا۔

کچھ دن پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ایک روایت پر نظر پڑی جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا شراب پی کر نماز پڑھانا مذکور ہے۔ روایت پڑھ کر عجیب سا محسوس ہوا۔ یہ میری محبت اور عقیدت کا عالم تھا، لیکن جب اس روایت پر تحقیقی کام شروع کیا تو حق واضح ہو گیا کہ اس مضمون سے متعلق تمام روایات غیر مستند ہیں۔ مجھے دلی تسکین ہوئی، مگر افسوس بھی ہوا کہ بغیر تحقیق کے ہمارے علماء بالخصوص واعظین حضرات اس قسم کی روایات کیوں بیان کرتے ہیں؟ ان ہی روایات کو نواصب نے بنیاد بنایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معاذ اللہ! کردار کشی کی۔ اس روایت پر تحقیق مکمل کرنے نے بعد ذہن میں یہ خیال آیا کہ اس تحقیق سے عوام کو روشناس کرایا جائے تا کہ ناصبیت کا ردّ بلیغ بہتر انداز میں ہو سکے، اس لیے آپ کی خدمت میں یہ تحقیقی کتابچہ پیش کیا جا رہا ہے۔

بندہ عاجز: محمد طلحہ چنیوٹ
یکم ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

تعارف مصنف

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیاس پیدا کر پانی مل ہی جائے گا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب دیو بند مکتب فکر میری زیر تحقیق تھا، میں اس نئے اشتیاق کی تکمیل کے لیے کمر بستہ تھا کہ اتفاقاً میری ملاقات طلحہ علوی صاحب سے ہوئی۔ آج سے تقریباً چار سال پہلے کی بات ہے جب میں جامعہ شمسیہ نظامیہ میں حفظ القرآن کی بابت زیر تعلیم تھا اور موصوف گورنمنٹ کالج یونیورسٹی آف فیصل آباد میں ایم اے اسلامیات کر رہے تھے۔ پہلی ملاقات تھی کہ شکوک وشبہات اطمینان کا روپ دھار رہے تھے پیر رومی کے مطابق پانی میسر ہو چکا تھا پیاس مٹ رہی تھی اور براہین قاطعہ کے انبار لگے ہوئے تھے پھر کیا تھا:

نظر ان سے ملی نظر ان کی ہوگئی
یہ عجیب تماشہ نظر کا نظر سے تھا

وہ علمی مجالس کب وصل میں بدلیں؟ یہ جاننے میں تادم تحریر عاجز ہوں ۔حضرت صاحب مروت اور پرکشش شخصیت کے مالک ہیں۔ حضرت کی لائبریری دیکھنے کا اتفاق ہوا آپ کی کتاب دوستی اور علم پروری قابل داد ہے۔

کم عمری میں علم کی ان گہرائیوں تک پہنچنا صرف حضرت ہی کا اعجاز ہے۔حسن علمیت اور آداب اختلاف کے جن دریچوں سے واقف ہیں آپ کی غیر معمولی علمی قابلیت کا اندازہ آپ کی کتاب ہذا سے ہوتا ہے۔

باقی آپ کا یوٹیوب چینل: Muhammad Talha Alvi Offical

آپ کی علمی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔علوی صاحب کی کتاب دوستی کا یہ عالم ہے کہ زمانہ طالب علمی میں پاکٹ منی ساری کی ساری کتب کی خریداری پر خرچ ہوتی تھی ۔ ہفتوں کی

خواہشات دبی رہتیں، چوبیس چوبیس گھنٹے کا فاقہ تو برداشت کر لیتے، لیکن تعلق کتب میں ذرا برابر بھی آنچ نہیں آنے دی۔ حصول کتب کے لئے آپ کے طویل سفر کے مصائب و آلام کا میں عینی شاہد ہوں، لیکن مجال ہے کہ بڑی سے بڑی آزمائش میں حضرت کبھی پریشان ہوئے ہوں یا گھبرائے ہوں۔ میں انہیں اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ صرف مسٹر طلحہ تھا جو اس بات سے بالکل غافل تھا کہ قدرت نے اسے کس عظیم مقصد کے لیے منتخب فرمایا ہے لیکن اقوام کی تقدیر بدلنے والوں کا انتخاب عرش معلیٰ پر ہوتا ہے۔ طلحہ بھائی اسی تسلسل کی کڑی ہیں جس کی بنیاد کربلا کے ویران صحراوں میں رکھی گئی تھی۔ آپ مشرباً حسینی اور نسباً علوی ہیں۔ آپ ایم اے کی فراغت کے بعد شعبہ درس و تدریس سے بھی منسلک رہے ہیں۔ بس یہ فیضان نسب علوی کہوں یا فیضان حسینی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض جو صرف نواصب کے مرہون منت تھا جس کے سہارے پروردہ آغوش رسالت پر کیچڑ اچھالا جاتا تھا اور ہمارے ہاں اہل علم کی ایک کثیر جماعت نادانستہ اسی وبا کی زد میں رہی ہے۔

حضرت موصوف نے براہین قاطعہ سے اس کا رد بلیغ کیا ہے۔ یوں ان کا یہ کام جو مسلم امۃ میں منفرد اور غیر معمولی نوعیت کا ہے۔ آنے والی نسلوں کے بچاؤ کا سبب اور ان کے محفوظ ایمان کا ضامن ثابت ہوگا۔ ہم دعا گو ہیں کہ خداوند عالم حضرت کے ذوق تحقیق اور زور قلم میں اضافہ فرمائے اور روح القدس کے ذریعہ علوی صاحب کی نصرت فرمائے۔ آمین

عامر شہزاد الفاطمی

20/07/2021

شراب والی روایت کی حقیقت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متعلق شراب والی روایت کا پس منظر سورۃ النساء آیت نمبر 43 کا شان نزول ہے۔اس آیت کا شان نزول مختلف فیہ ہے۔ یہ واقعہ کتب حدیث وتفاسیر میں درج ہے۔لیکن محدثین اور مفسرین کے نزدیک اس آیت کے شان نزول میں اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حالت نشہ میں نماز کی امامت کرائی اور قرآن کی تلاوت غلط کر دی،تب یہ آیت نازل ہوئی جب کہ بعض کے نزدیک سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور تلاوت غلط کر بیٹھے۔ جب کہ بعض نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی چاہت پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ روایت جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا شراب پی کر نماز پڑھانا مذکور ہے ’’جامع ترمذی،سنن ابی داؤد،اورالمستدرک للحاکم‘‘میں موجود ہے۔مگر یہ تمام روایات غیر مستند ہیں۔اس مضمون سے متعلق تمام روایات درج ذیل ہیں۔

پہلی روایت:

حدثنا عبد بن حمید حدثنا عبد الرحمن بن سعد عن ابی جعفر الرازی عن عطاء بن السائب عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی بن ابی طالب قال صنع لنا عبد الرحمن بن عوف طعاما فدعانا و سقانا من الخمر فاخذت الخمر منا و حضرت الصلاۃ فقدمونی فقرات قل یاایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون قال فانزل اللہ تعالی یاایھاالذین آمنوا لا تقربوا الصلاۃ و انتم سکاری حتی تعلمو ما تقولون سورۃ النساء آیۃ 43 قال ابو

عیسی هذا حدیث حسن غریب صحیح ."

ترجمہ:علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا، پھر ہمیں بلا کر کھلایا اور شراب پلائی، شراب نے ہماری عقلیں ماؤف کر دیں، اور اسی دوران نماز کا وقت آ گیا، تو لوگوں نے مجھے (امامت کے لئے) آگے بڑھا دیا، میں نے پڑھا: (**قل یا ایھا الکافرون لااعبدو ما تعبدون و نحن نعبد ما تعبدون**) "اے نبی! کہہ دیجئے: کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا، اور ہم اس کو پوجتے ہیں جنہیں تم پوجتے ہو"، تو اللہ تعالیٰ نے آیت " **یا ایھا الذین آمنوا لا تقربو الصلاۃ و انتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون** " (اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو، تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو۔" (النساء: ۴۳) امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(جامع ترمذی، رقم 3026)

دوسری روایت:

"حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن سفیان حدثنا عطاء بن السائب عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رجلامن الانصار دعاہ وعبد الرحمان بن عوف فسقاھما قبل ان تحرم الخمر فامھم علی فی المغرب فقرا ﴿قل یا ایھا الکافرون﴾ فخلط فیھا فنزلت ﴿لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون﴾ سورۃ النساء آیت 43 "

ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہیں اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری نے بلایا اور انہیں شراب پلائی اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی پھر علی رضی اللہ عنہ نے مغرب پڑھائی اور سورۃ " **قل یا ایھا الکافرون** " کی تلاوت کی اور اس میں کچھ گڈ مڈ کر دیا تو یہ آیت مبارکہ: (**لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون** "(یعنی نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو تم پڑھو نازل ہوئی۔

(سنن ابی داود، رقم 3671)

روایات پر سیر حاصل بحث:

ان دو روایات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا شراب پی کر نماز پڑھانا مذکور ہے۔ حالاں کہ یہ دونوں روایات درجہ صحت پر پوری نہیں اترتیں، کیوں کہ ان میں شدید سقم پایا جاتا ہے۔ اور سند اور متن کے لحاظ سے یہ روایات غیر مستند قرار پاتی ہیں۔ ان کی سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے اور ان کے متن میں بھی شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ پہلے ہم ان روایات کی سند پر کلام کرتے ہیں۔

سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کی نسبت سے بیان کی جانے والی شراب والی روایت سنداً ''غریب'' ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی ''جامع ترمذی'' میں فرمایا: ''اس روایت کی بنیادی سند: " **عطاء بن سائب عن ابی عبد الرحمان السلمی عن علی.** " ہے۔'' عطاء بن سائب' ابو عبد الرحمٰن السلمی سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اور ابو عبد الرحمٰن السلمی سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

طبقاتِ صحابہ ؓ میں یہ روایت صرف سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے منقول ہے۔ اور طبقاتِ تابعین میں سے کبار تابعین میں اس روایت کو نقل کرنے میں ابو عبد الرحمٰن السلمی تنہا ہیں۔ اور صغار تابعین میں عطاء بن سائب اس روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہیں۔ لہٰذا یہ روایت اپنی

ذات میں ''غریب'' ہے۔

ان روایات میں چار راویان حدیث کو بنیادی حیثیت حاصل ہے:

۱۔ابوجعفرالرازی

۲۔عطاءابن سائب

۳۔ابوعبدالرحمٰن السلمی

۴۔سفیان ثوری

ان روایات کا مدار ان چار راویوں پر ہے،جن میں سے تین راوی (ابوجعفرالرازی، عطاءابن سائب، ابوعبدالرحمٰن السلمی) مطعون ہیں، اوران پر سخت ترین جرح کی گئی ہے۔لہٰذا ان کی بیان کردہ روایات قابل استدلال اور قابل احتجاج نہیں ہیں۔اور جامع ترمذی کی روایت سنداًضعیف ہے جب کہ سنن ابی داؤد کی روایت متن کے لحاظ سے اضطراب شدہ ہے۔

راویان حدیث کے حالات:

﴿۱﴾ابوجعفرالرازی:

اس کا اصل نام عیسیٰ بن عیسیٰ ماہان ہے۔یہ بصرہ میں پیدا ہوا تھا،لیکن اس نے ''رے'' (تہران) کو وطن اختیار کرلیا تھا۔امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ''ثقہ'' ہے۔امام احمد بن حنبل اور امام نسائی رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ یہ ''قوی'' نہیں ہے۔امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ''ثقہ'' اور ''صدوق'' ہے۔امام ابن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ''ثقہ'' ہے،لیکن ''اختلاط'' (یعنی چیزوں کو گڈمڈ کردینے) کا شکار ہوجاتا ہے۔ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا کہ اس کی حدیث کو نوٹ کیا جائے گا، البتہ یہ غلطی کرجاتا ہے،امام فلاس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس کا حافظہ خراب ہے۔امام ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ مشہور راویوں کے حوالے سے ''منکرروایات'' نقل کرنے میں منفرد ہے۔امام ابوزرعہ دمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ ''وہم'' کا شکار ہو جاتا ہے۔(میزان الاعتدال (اردو): ج5 ص377 رقم 6601 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)اور (تہذیب التہذیب: ج5 ص،202)

امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے بھی ابوجعفر الرازی کی تضیعف کی ہے۔دیکھئے:(احسن الکلام: ج2 ص،137/138/155)

اسی طرح علامہ محمد بن علی النیموی رحمہ اللہ نے بھی ابوجعفر الرازی کی تضیعف کی ہے۔ دیکھئے:(آثار السنن،رقم:637 باب القنوت فی صلاۃ الصبح)

اسی طرح مفتی غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ نے بھی ابوجعفر الرازی کی تضعیف کی ہے۔ دیکھئے:(شرح صحیح مسلم،ج2 ص،32)

﴿۲﴾ عطاء ابن سائب:

ان کا پورا نام عطاء ابن سائب بن مالک بن زید ثقفی ابوزید الکوفی ہے۔ یہ تابعین کے علماء میں سے ایک ہیں۔ان سے حضرت سفیان ثوری اور امام فلاس رحمہما اللہ نے روایات نقل کیں ہیں۔آخر عمر میں یہ تغیر کا شکار ہوگئے تھے۔اور ان کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس نے ان سے اوائل دور میں سماع کیا تو وہ مستند ہے۔اور جس نے بعد میں ان سے سماع کیا تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔امام احمد بن ابوخیثمہ رحمہ اللہ نے امام یحییٰ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی نقل کردہ حدیث ضعیف ہے،البتہ وہ روایات جو امام شعبہ اور امام سفیان رحمہما اللہ کے حوالے سے منقول ہیں (اس کا حکم مختلف ہے) امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام حماد بن زید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء ابن سائب رحمہ اللہ سے ان کے تغیر کے شکار ہونے سے پہلے سماع کیا تھا۔امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء ابن سائب رحمہ اللہ کی نقل کردہ پرانی روایات مستند ہیں۔امام ابن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابواسحاق شعبی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء ابن سائب رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کا کیا بنا؟ وہ تو اب بقایا جات میں سے ہیں۔امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء ابن سائب رحمہ اللہ ''ثقہ'' ہیں،نیک آدمی ہیں۔جن حضرات نے پہلے ان سے سماع کیا تھا وہ مستند ہیں۔امام ابوحاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''اختلاط'' کا شکار ہونے سے پہلے ان کا محل ''صدق'' ہے۔امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پرانی روایات میں یہ ''ثقہ'' ہیں،تاہم بعد

میں ''تغیر'' کا شکار ہو گئے تھے۔امام شعبہ،امام ثوری،اورامام حماد بن زید رحمہم اللہ نے ان سے جو روایات نقل کیں ہیں وہ ''عمدہ'' ہیں۔امام وہیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ ہمارے پاس آئے تو میں نے دریافت کیا کہ آپ نے امام عبیدہ رحمہ اللہ سے کتنی روایات حاصل کی ہیں؟انہوں نے جواب دیا 40 احادیث۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے امام عبیدہ رحمہ اللہ سے ایک حرف بھی روایت نہیں کیا۔یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ''اختلاط'' کا شکار ہو گئے تھے۔

امام حمیدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام سفیان رحمہ اللہ نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ میں نے پہلے زمانے میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے ''سماع'' کیا تھا،پھر وہ دوسری مرتبہ ہمارے پاس آئے تو میں نے انہیں ان روایات میں سے بعض روایات بیان کرتے ہوئے سنا جو میں ان سے پہلے سن چکا تھا تو ان روایات میں وہ ''اختلاط'' کا شکار ہو چکے تھے،پس میں نے ان سے بچاؤ کیا اور علیحد گی اختیار کر لی۔

(میزان الاعتدال،ج،5ص،112رقم،5647(اردو)،تقریب التہذیب،ص،618،رقم 4592(اردو)،(تہذیب التہذیب،ج4 ص 491/492/493/494/495،رقم، 5393)

﴿۳﴾ابو عبد الرحمٰن السلمی:

ان کا اصل نام عبد اللہ بن حبیب بن ربیعہ ہے۔یہ ثقہ راوی ہیں،لیکن آخری زمانے میں ''عثمانی'' ہو گئے تھے۔

دیکھئے:(تہذیب التہذیب،ج3ص446رقم3802)

''عثمانی'' وہ لوگ کہلاتے ہیں جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کے مخالف ہو گئے تھے۔چنانچہ اس بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک روایت بھی ذکر کی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سیدنا علیؓ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا تھا۔

”حدثنی محمد بن عبدالله بن حوشب الطائفی حدثنا هشیم اخبرنا حصین عن سعد بن عبیدة عن ابی عبد الرحمان و کان عثمانیا فقال لابن عطیة و کان علویا انی لاعلم ما لذی جرا صاحبک علی الدماء سمعته یقول بعثنی النبی صلی الله علیه وسلم والذبیر فقال ائتوا روضة کذا وتجون بها مراة اعطاها حاطب کتابا فاتینا الروضة فقلنا الکتاب قالت لم یعطنی فقلنا لتخرجن أو لاجردنک فاخرجت من حجزتها فارسل الی حاطب فقال لاتعجل والله ماکفرت ولا ازددت للاسلام الاحبا ولم یکن احد من اصحابک الا وله لمکة من یدفع الله به عن اهله وماله ولم یکن لی احد فاحببت ان اتخذ عندهم یدا فصدقه النبی صلی الله علیه وسلم قال عمر دعنی اضرب عنقه فانه قد نافق فقال ما یدریک لعل الله اطلع علی اهل بدر فقال اعملو ا ما شئتم فهذا الذی جراه .“

ترجمہ: مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب الطائفی نے بیان کیا ہے، ان سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں حصین نے خبر دی ہے، انہیں سعد بن عبیدہ نے اور انہیں ابی عبدالرحمٰن نے اور وہ عثمانی تھے انہوں نے عطیہ سے کہا، جو علوی تھے، کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمارے صاحب (علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ) کو کس چیز سے خون بہانے پر جرات ہوئی؟ میں نے خود ان سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا۔ اور ہدایت فرمائی کہ ”روضہ خاخ“ پر جب تم پہنچو، تو انہیں ایک عورت (سارہ نامی) ملے گی۔ جسے حضرت حاطب ابن بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط دے کر بھیجا

ہے (تم وہ خط اس سے لے کر آؤ) چنانچہ جب ہم اس باغ تک پہنچے ہم نے اس عورت سے کہا کہ خط لا۔ اس نے کہا کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے مجھے کوئی خط نہیں دیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط خود بخود نکال کر دیدے ورنہ (تلاشی کے لئے) تمہارے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ تب کہیں اس نے خط اپنے نیفے میں سے نکال کر دیا۔ (جب ہم نے وہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ انہوں نے (حاضر ہو کر) عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیے! اللہ کی قسم! میں نے نہ کفر کیا ہے اور نہ میں اسلام سے ہٹا ہوں۔ صرف اپنے خاندان کی محبت نے اس پر مجبور کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (مہاجرین) میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے رشتے دار وغیرہ مکہ میں نہ ہو۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کے خاندان والوں اور ان کی جائیداد کی حفاظت نہ کرتا ہو۔ لیکن میرا وہاں کوئی بھی آدمی نہیں۔ اس لئے میں نے چاہا کہ مکہ والوں پر ایک ''احسان'' کردوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی بات کی تصدیق فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اس کا سر اتارنے دیجئے کہ یہ تو منافق ہو گیا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات سے خوب واقف تھا اور وہ خود اہل بدر کے بارے میں فرما چکا ہے کہ ''جو چاہو کرو''۔ ابو عبدالرحمٰن نے کہا، سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کو اسی ارشاد نے (کہ تم جو چاہو کرو، خون ریزی پر) دلیر بنا دیا ہے۔

(صحیح بخاری : 3081)

اس روایت سے آپ اندازہ لگائیں کہ یہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کے بارے

میں کس قدر گھٹیا بات کر رہا ہے کہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کو خونریزی پر اس لئے دلیری ہوئی کیوں کہ وہ بدری صحابی تھے اور بدر والوں کی خطائیں اللہ نے معاف کر دی تھیں، لہٰذا سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ دلیر ہوگئے اور اپنی مرضیاں کرنے لگے۔ (استغفر اللہ!) محدثین نے اس کو ناصبی تو نہیں کہا مگر تاریخی شواہد یہی بتا رہے ہیں کہ یہ ناصبی تھا۔

جامع ترمذی کی روایت پر جرح:

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ترمذی کی روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کا سبب اس روایت کے رواۃ پر ''جرح'' ہے۔ ابوجعفر الرازی بھی ''ضعیف'' راوی ہے۔ اور عطاء ابن سائب ''ثقہ راوی'' تو ہے لیکن آخری زمانے میں ''اختلاط'' کا شکار ہو گیا تھا اور چیزوں کو گڈمڈ کر دیتا تھا۔ جیسا کہ اوپر عطاء ابن سائب کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے۔ عطاء ابن سائب سے اوائل دور میں امام سفیان، امام شعبہ اور امام حماد رحمہم اللہ نے سماع کیا جو کہ معتبر ہے اس کے علاوہ جس نے بھی عطاء ابن سائب سے سماع کیا وہ غیر معتبر ہوگا، کیوں کہ امام سفیان، امام شعبہ اور امام حماد رحمہم اللہ کے علاوہ عطاء ابن سائب سے جس نے بھی سماع کیا وہ اس وقت کیا جب وہ ''اختلاط شدید'' کا شکار ہو گئے تھے اور جامع ترمذی کی روایت میں عطاء ابن سائب سے ابوجعفر الرازی سن کر بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ عطاء ابن سائب سے ابوجعفر الرازی نے ''اختلاط'' کے دنوں میں سماع کیا تھا۔ جامع ترمذی کی یہ روایت ابوجعفر الرازی کے حوالے سے بھی سنداً ضعیف ہے، کیوں کہ ابوجعفر الرازی خود ضعیف راوی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

سنن ابی داؤد کی روایت پر جرح:

سنن ابی داؤد کی روایت سنداً صحیح بھی ہے اور ضعیف بھی، کیوں کہ اس روایت میں عطاء ابن سائب سے امام سفیان رحمہ اللہ بیان کر رہے ہیں۔ اور اوپر ہم واضح کر چکے ہیں کہ عطاء ابن سائب سے امام سفیان، امام حماد اور امام شعبہ رحمہم اللہ روایت کریں تو ان کا روایت کرنا معتبر مانا جائے گا۔ اور اس روایت میں عطاء سے امام سفیان رحمہ اللہ کا روایت کرنا اس بات پر

دلالت کرتا ہے کہ یہ روایت سنداً صحیح ہے، لیکن اس کے ضعف کی دلیل یہ ہے کہ امام سفیان رحمہ اللہ نے ''اختلاط'' کے بعد بھی عطاء سے سماع کیا ہے۔ بہر حال متن کے لحاظ سے اس روایت میں شدید ''اضطراب'' پایا جاتا ہے۔

جامع ترمذی کی روایت میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ خود بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہماری دعوت کی، جب کہ ابوداؤد کی روایت میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ بیان کر رہے ہیں کہ مجھے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری نے دعوت پر بلایا۔

ترمذی کی روایت میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں آگے بڑھا امامت کے لئے، جب کہ ابوداؤد کی روایت میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ خود بیان کر رہے ہیں کہ علیؓ نے امامت کروائی۔ یہ بات قابل غور ہے۔ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ خود بیان کر رہے ہیں کہ ایک انصاری نے ہماری دعوت کی......الخ پھر فرمایا علیؓ نے امامت کروائی۔

جامع ترمذی کی روایت میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ صیغہ متکلم میں بات کر رہے ہیں، جب کہ سنن ابی داؤد کی روایت میں صیغہ غائب میں بات کی جارہی ہے۔

اس کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ میں ایک جگہ دعوت پر گیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ اب اگر میں یہاں پر یہ جملہ بولوں کہ طلحہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی تو یہ بات دُرست نہیں ہے۔ اب یا تو کوئی اور طلحہ ہے، جس نے امامت کروائی یا پھر کہیں نہ کہیں غلطی ہوئی ہے۔

اب آئیں اس روایت کی طرف سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ جامع ترمذی میں خود فرما رہے ہیں کہ میں آگے بڑھا امامت کے لئے، جب کہ ابوداؤد کے یہ الفاظ ہیں کہ ''علیؓ'' نے امامت کروائی۔ اب یا تو کوئی اور ''علی'' ہے یا پھر روای سے سہو ہوا ہے۔

جامع ترمذی کی روایت میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ مہمان ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میزبان ہیں، جب کہ ابوداؤد کی روایت میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مہمان ہیں اور ایک انصاری ''میزبان''

ہے۔

یہ ہے وہ شدید اختلاف جو روایات میں پایا گیا ہے کہ کہیں ''میزبان'' بدل جاتا ہے کہیں ''مہمان'' بدل جاتا ہے۔اور ممکن ہے کہ امام بھی بدل گیا ہو اور خواہ مخواہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کا نام ذکر کر دیا ہو۔سو یہ راوی کا وہم یا غلطی ہی ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ یہ واقعہ سورہ النساء کی آیت 43 کے شان نزول کے ذیل میں آیا ہے امام ابوداود سنن ابی داؤد میں اس آیت کے شان نزول کے تحت ایک اور روایت لائے ہیں۔

سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے متعلق شراب والی روایت کا نمبر 3671 ہے، جب کہ اس سے پہلے ایک اور روایت 3670 اسی آیت کے شان نزول کے تحت امام ابوداؤد نے روایت کی ہے۔اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی چاہت تھی کہ شراب کی حرمت سے متعلق کوئی واضح حکم نازل ہو تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

حدثنا عباد بن موسی الختلی اخبرنا اسماعیل یعنی ابن جعفر عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن عمرو عن عمر الخطاب قال لمانزل تحریم الخمر قال عمر اللهم بین لنا فی الخمر بیانا شفاء فنزلت الایة التی فی البقرة یسالونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر سورة البقرة الآیة 219 قال فدعی عمر فقرأت علیه قال اللهم بین لنا فی الخمر بیانا شفاء فنزلت الایة التی فی النساء یا ایها الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة و انتم سکاری سورة النساء آیة 43 فکان منادی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اقیمت الصلاة ینادی الالا یقربن الصلاة سکران فدعی عمر فقرأت علیه فقال اللهم بین لنا فی الخمربیان شفاء فنزلت هذه الایة فهل انتم منتهون سورة المائدة آیة

91،قال عمر انتهیان .

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو انہوں نے دعا کی: ''اے اللہ! شراب کے سلسلے میں ہمیں واضح حکم فرما جس سے تشفی ہو جائے۔ سورۃ البقرۃ کی یہ آیت اتری: ﴿ یسالونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ﴾ یعنی لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے ان میں بڑے گناہ ہیں۔ (سورۃ البقرۃ: 219) راوی کہتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلائے گئے اور یہ آیت انہیں پڑھ کر سنائی گئی تو انہوں نے پھر دعا کی کہ: ''اے اللہ! ہمارے لئے شراب کے سلسلے میں صاف اور واضح حکم فرما جس سے تشفی ہو سکے۔'' تو سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿یا ایھا الذین آمنو ا لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاری﴾ (یعنی اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ! (سورۃ النساء آیت نمبر 43) چناچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی جب اقامت کہہ دی جاتی تو آواز لگاتا خبردار! کوئی نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت انہیں پڑھ کر سنائی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر دعا کی کہ اے اللہ! شراب کے سلسلے میں کوئی واضح اور صاف حکم نازل فرمائیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فھل انتم منتھون ﴾ (یعنی کیا اب باز آجاؤ گے۔ (سورۃ المائدہ: 91) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم باز آ گئے۔

(سنن ابی داؤد، رقم: 3670)

اس روایت میں ایک مسئلہ ہے کہ سنداً یہ روایت ضعیف ہے۔ اور یہی روایت مختلف سند کے ساتھ سنن نسائی میں بھی موجود ہے، لیکن اس کی سند بھی ضیعف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

(سنن نسائی رقم:5542) تاہم یہ بات مسلم ہے کہ اس آیت کے شان نزول میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اور''المستدرک للحاکم''میں یہی روایت صحیح سند کے ساتھ بھی آئی ہے۔ملاحظہ فرمائیے (المستدرک للحاکم،رقم،7224)

جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد کی روایت پر تو سیر حاصل گفتگو مکمل ہوگئی،لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟امام حاکم رحمہ اللہ اپنی''مستدرک''میں ایک روایت لائے ہیں جس میں کسی رجل کا شراب پی کر نماز پڑھانا مذکور ہے۔

تیسری روایت:

اخبرنا محمد بن علی بن دحیم الشیبانی ثنا احمد بن حازم الغفاری ثنا ابو نعیم وقبیصة قالا ثنا سفیان عن عطاء بن السائب عن ابی عبد الرحمان عن علی رضی الله عنه قال دعانا رجل من الانصار قبل تحریم الخمر فحضرت صلاة المغرب فتقدم رجل فقرأ قل یاایها الکافرون فالتبس علیه فنزلت لاتقربوا الصلاة وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقلون الایة هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه وفی هذا الحدیث فائدة کثیرة وهی ان الخوراج تنسب هذا السکر وهذه القراء ة الی امیر المومنین علی بن ابی طالب دون غیره وقد بر اه الله منه فانه راوی هذا الحدیث .

ترجمہ:حضرت علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ بیان فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل ایک انصاری نے ہماری دعوت کی۔جب نماز مغرب کا وقت ہوا تو ایک آدمی نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی،اس نے ﴿قل یا ایها الکافرون﴾ سورت پڑھی اور اس کے

الفاظ خلط ملط کر گیا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں وہ یہ کہ خوارج اس شراب نوشی اوراس کی قرأت کوسیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب نہیں کرتے ، جب کہ خود اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کو اس سے بری فرمادیا ہے۔کیوں کہ اس حدیث کے راوی خود سیدنا علی سلام اللہ ورضوانہ ہیں۔
(المستدرک للحاکم،رقم:3199)

اس روایت میں نہ سیدنا علی سلام اللہ ورضوانہ کا شراب پینا مذکور ہے نہ ہی نشے کی حالت میں نماز پڑھانا مذکور ہے، بلکہ یہ روایت تو کچھ اور ہی بات کر رہی ہے۔اورامام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کوسنداً صحیح بھی کہا ہے۔اب اس روایت میں امام بدل گیا ہے۔روایت کے الفاظ ہیں''کسی نے آگے بڑھ کر امامت کروائی''اب وہ کون ہے جس نے آگے بڑھ کر امامت کروائی؟ یہ مجہول ہے۔لہٰذا یہ روایت سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ پر لگے ہوئے اس الزام کو دھورہی ہے۔گویا کہ خود امام حاکم رحمہ اللہ تصریح فرمارہے ہیں کہ یہ نواصب کی شرارت ہے کہ انہوں نے اس قبیح فعل کوسیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کی طرف منسوب کردیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ اس مضمون سے متعلق 3 روایات اور بھی لائے ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

پہلی سند:

7220—حدثنا ابو عب الله محمد بن يعقوب الحافظ ثنا على بن الحسن ثنا عبد الله بن الوليد ثنا سفيان و حدثنا ابو زكريا يحى بن محمد العنبرى ثنا ابو عبد الله البوشنجى ثنا احمد بن حنبل ثنا وكيع ثنا سفيان عن عطاء بن السائب عن ابى عبد الرحمان السلمى عن على رضى

اللہ عنہ قال دعانا رجل من الانصار قبل ان تحرم الخمر فتقدم عبد الرحمن بن عوف وصلی بھم المغرب فقرا ﴿قل یا ایھا الکافرون﴾فالتبس علیہ فیھا فنزلت﴿ لاتقربوا الصلاۃ وانتم سکاری ﴾ ھذا حدیث صحیح الاسناد ولمیخرجاہ وقد اختلف فیہ علی عطاء بن السائب من ثلاثۃ اوجہ ھذا اولھا واصحھا)

ترجمہ: سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ بیان کرتے ہیں کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے ایک انصاری نے ہماری دعوت کی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز مغرب پڑھائی اورقرأت میں گڑبڑ کر دی تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ عطاء بن سائب تک یہ اسناد تین طریقوں سے پہنچی ہے۔ یہ مذکورہ سند اس میں سے پہلی ہے اوریہی زیادہ صحیح ہے۔

اس روایت میں شراب کی نسبت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے۔اب یہاں ایک قابل غور نکتہ یہ ہے کہ عطاء بن سائب سے امام سفیان رحمہ اللہ کا روایت کرنا بھی اختلاف کا باعث بن رہا ہے۔یعنی امام سفیان رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت میں بھی اختلاف پایا گیا ہے کہ کہیں کسی کا بھی ذکر نہیں۔فقط ایک آدمی کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے نماز پڑھائی۔یعنی بات مکمل طور پر واضح نہیں ہورہی ہے۔

یہاں ایک اور بات کی وضاحت کردوں کہ امام سفیان رحمہ اللہ نے عطاء بن سائب سے دونوں ادوار میں ''سماع'' کیا ہے، جیسا کہ عطاء بن سائب کے ترجمہ میں بیان کیا جاچکا ہے۔

اب ممکن ہے کہ یہ روایت امام سفیان رحمہ اللہ نے عطاء بن سائب سے ان کے ''اختلاط'' کے بعد سنی ہو۔

ایک اہم نکتہ:

عطاء بن سائب سے جن لوگوں نے اختلاط سے قبل سماع کیا ان میں سفیان، شعبہ اور حماد شامل ہیں ۔اب غور طلب بات یہ ہے کہ عطاء کے شاگردوں میں سے سفیان کے علاوہ کسی نے بھی اس روایت کو عطاء سے بیان نہیں کیا، لہٰذا سفیان اس روایت کو عطاء سے بیان کرنے میں منفرد ہیں، نیز حماد اور شعبہ نے اختلاط سے پہلے عطاء سے سماع کیا، انہوں نے اس واقعہ کو نقل نہیں کیا، جب کہ سفیان اس واقعہ کو عطاء سے بیان کرر ہے ہیں، قرینہ یہی ہے کہ سفیان نے یہ روایت عطاء سے اختلاط کے بعد ہی سنی ہوگی۔

دوسری سند:

7221 –والوجه الثاني حدثنا ابو زكريا العنبري ثنا ابو عبد الله البوشنجي ثنا احمد بن حنبل حدثنا عبد الرحمان بن مهدي ثنا سفيان عن عطاء ابن السائب عن بن عبد الرحمان عن علي رضي الله عنه انه كان هو و عبد الرحمان و رجل آخر يشربون الخمر فصلى بهم عبد الرحمان بن عوف فقرا ﴿قل يا ايها الكافرون﴾ فخلط فيها فنزلت ﴿لاتقربوا الصلاة و انتم سكارى﴾

ترجمہ: سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اور ایک اور آدمی نے شراب پی ہوئی تھی ۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور سورۃ الکافرون غلط پڑھ دی تب یہ آیت نازل ہوئی۔

روایت ہذا میں امام سفیان رحمہ اللہ عطاء بن سائب سے اور عطاء بن سائب ابوعبد الرحمٰن السلمی سے روایت کرر ہا ہے۔ پھر السلمی علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے۔

چاہیے تو یوں تھا کہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ یہ فرماتے کہ میں نے اور حضرت عبد

الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اور ایک تیسرے آدمی نے ''مے کشی'' کی ہوئی تھی، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ یہاں الفاظ ہیں:'' **انه کان هو وعبد الرحمن......الخ**''(انہوں نے اور عبدالرحمٰن نے......الخ) تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کی بجائے سلمی کہہ رہا ہے کہ انہوں نے اور عبدالرحمٰن نے، یا پھر سلمی ارسال کر رہا ہے۔ تو اس میں یہی کہا جائے گا کہ سلمی اپنی ناصبیت کی وجہ سے جان بوجھ کر سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ پر کیچڑ اچھال رہا ہے۔ یا پھر عطا بن سائب فسادِ عقل کی وجہ سے یہاں پر بھی ''اختلاط'' کا شکار ہو گیا ہے۔

تیسری سند:

7222–الوجه الثالث حدثنا ابو زكريا العنبری ثنا ابو عبد الله البوشنجی ثنا مسدد بن مسرهد انبا خالد بن عبد الله عن عطاء ابن السائب عن ابی عبد الرحمان ان عبدالرحمن صنع طعاما قال فدعا ناسامن اصحاب النبی صلى الله عليه و آله وسلم فيهم علی بن ابی طالب رضی الله عنه فقرأ ﴿قل يا ايها الكافرون . لااعبدماتعبدون﴾ ونحن عابدون ما عبدتم فانزل الله عز وجل ﴿يا ايها الذين آمنو لاتقربوا الصلاة وانتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون﴾] هذه الاسانيد كلها صحيحة و لاحكم لحديث سفيان الثوری فانه احفظ من كل من رواه عن عطاء بن السائب .

ترجمہ: ابوعبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھانا پکایا اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دعوت پر بلایا ان میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ بھی تھے (کھانے سے فراغت اور شراب نوشی کے بعد جب نماز پڑھنے لگی تو دوران نماز سورۃ الکافرون کی

تلاوت کے بھولنے کی وجہ سے یوں الفاظ ادا ہوئے: ''اے کافرو! ہم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی تم عبادت کرتے ہو، ہم اس کی عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔'' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ تمام اسانید صحیح ہیں اور یہ حکم امام سفیان رحمہ اللہ کی حدیث کے بارے میں ہے۔ کیوں کہ عطاء ابن سائب کے شاگردوں میں یہ سب سے زیادہ حافظے والے ہیں۔

یہ روایت ایک تو مرسل بیان کی جارہی ہے کہ ابوعبدالرحمٰن نے اس میں وضاحت نہیں کی کہ یہ واقعہ کس سے سن کراس نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا ایک لحاظ سے روایت میں ''انقطاع'' ہے اور دوسرے یہ روایت ''مقطوع'' ہے، کیوں کہ یہ تابعی کا بیان ہے نہ کہ صحابی کا۔ اور یہ روایت ویسے ہی قابل استدلال نہیں، کیوں کہ عطاء ابن سائب سے خالد بن عبداللہ روایت کر رہا ہے اور ''اختلاط'' کے بعد روایت کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ روایت غیر مستند ہے اور اس سے احتجاج نہیں کیا جاسکتا۔

قابل غور نکتہ:

امام حاکم رحمہ اللہ کی نقل کردہ مندرجہ بالا تمام روایات کی سند صحیح ہے۔ اور متن کی گارنٹی امام حاکم رحمہ اللہ نے نہیں دی ہے۔ اور روایت سند اور متن دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے لہٰذا اگر اسناد کو صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یہ روایات درُست نہیں، کیوں کہ متن میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کہ کس کی طرف نشہ کی حالت میں نماز کی امامت کو منسوب کیا جائے؟ سیدنا علیؓ؟ سیدنا عبد الرحمٰنؓ؟ یا پھر ایک رجل؟ ان تمام روایات پر ہم نے اپنا نقطہ نظر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

اب اگر ان تمام دلائل کو نظر انداز کر دیا جائے تو پھر بھی یہ روایت ایک اور دلیل شرعی سے باطل قرار پاتی ہے۔ اور وہ دلیل ابوعبدالرحمٰن السلمی کا ''ناصبی'' ہونا ہے۔ اب جو بندہ پہلے ہی سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کے مخالف ہو وہ بھلا سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کے بارے

میں اچھی بات کرسکتا ہے؟ اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ یہ نواصب کی شرارت ہے۔

میرے خیال میں یہ سلمی کا ہی کیا دھرا ہے کہ اسی نے ہی سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے متعلق یہ بات عوام میں پھیلا دی ہے۔ (واللہ اعلم)

مفسرین کی آراء:

حضرات مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے ذیل میں اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ لیکن مفسرین حضرات کے یہاں بھی اس آیت کے شان نزول میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ روایات کے حوالے سے جو مذہب حق تھا وہ واضح کردیا اب صرف مفسرین کی آراء پیش کرتا ہوں تاکہ اندازہ ہوجائے کہ مفسرین بھی اس واقعہ پر متفق نہیں۔

مفسرین کی نادانستہ خطائے علمی کا تحقیقی جائزہ

مفتی محمد شفیع عثمانی (دیوبندی) لکھتے ہیں:

> حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعوت کی، جس میں کھانے کے بعد شراب بھی لائی۔ اس لئے کہ ابھی حرمت شراب کا حکم نہیں آیا تھا۔ بعض نے پی لی۔ اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ امام نشہ میں ﴿ **قل یاایھا الکفرون ، لا اعبد ما تعبدون و لا انتم عبد و ن ما اعبد** ﴾ پڑ گئے اور دونوں جگہ ''لا'' ترک کر دیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی کہ معنی الٹ گئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(تفسیر معارف القرآن للمفتی محمد شفیع)

اسی طرح ابوالحسنات سید احمد قادری (بریلوی) لکھتے ہیں:

''ترمذی میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کا یہ واقعہ مذکور ہے کہ شراب کی حرمت سے پہلے ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کر رکھی تھی۔جس میں مے نوشی کا بھی انتظام تھا، جب یہ سب حضرات کھا پی چکے تو مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا اور حضرت علیؓ کو امام بنا دیا گیا، ان سے نماز میں ﴿**قل یا ایھا الکفرون**﴾ کی تلاوت میں بوجہ نشہ کے سخت غلطی ہو گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں تنبیہ کر دی گئی کہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے۔(تفسیر حسنات لابی الحسنات سید احمد قادری)

اسی طرح امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

''سکارٰی'' سے مراد ''سکر'' (یعنی نشہ) ہے۔یہاں ''سکر'' سے مراد شراب کا نشہ ہے۔اکثر حضرات کے نزدیک یہی قول ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کھانا تیار کروایا اور ہم کو بلوایا اور شراب پلائی۔یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔شراب کا نشہ جب ہم کو چڑھا اور نماز کا وقت آ گیا تو لوگوں نے مجھ کو آگے بڑھایا میں نے پڑھا: ﴿**قل یا ایھا الکافرون ، اعبد ما تعبدون**﴾ آخر تک اسی طرح بغیر لا کے پڑھا ہے،اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر بغوی للبغوی ابو محمد حسین بن مسعود الفرا البغوی)

امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام سفیان رحمہ اللہ نے عطاء بن سائب سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری نے کچھ لوگوں کو پینے پلانے کی دعوت دی۔مجلس میں دورِ جام چلنے کے بعد جب مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امامت کے لئے آگے بڑھے نماز میں انہوں نے سورۃ الکافرون کی تلاوت کی۔اور پوری طرح ہوش

میں نہ ہونے کی وجہ سے آیات کو باہم گڈ مڈ کر دیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔'' ﴿**لا تقربو لاالصلوۃ و انتم سکاری**﴾

(تفسیر احکام القرآن للجصاص ابو احمد بن علی الرازی)

مفتی غلام رسول سعیدی (بریلوی) امام ابو عیسی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کی روایت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''سیدنا علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ ورضوانہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے کھانے کی دعوت کی اور ہم کو (تحریم شراب سے پہلے) شراب پلائی۔ہم نے شراب پی اور نماز کا وقت آ گیا، انہوں نے نماز پڑھانے کے لئے مجھے امام بنا دیا۔ میں نے پڑھا (آیت) ﴿**قل یا ایھا الکافرون ،لا اعبد ما تعبدون و نحن نعبد ما تعبدون**﴾ (آپ کہیے کہ اے کافرو میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ حتی کہ تم یہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔''

(سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۳۰۳۷، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۶۷۱)

امام ابن جریری متوفی ۳۱۰ھ نے از ابو عبدالرحمٰن از سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ نے شراب پی اور نماز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور ان کو اس آیت کے پڑھنے میں التباس ہو گیا، تب یہ آیت نازل ہوئی: ''ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔'' (جامع البیان ج۵ ص۶۱)

امام ابوبکر الجصاص حنفی (المتوفی ۳۷۰ھ) نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (احکام القرآن ج۲، ص۶۱)

امام حاکم نیشاپوری (المتوفی ۴۰۵ھ) نے اس حدیث میں یہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو امام بنا دیا گیا اور اس نے قراءت میں غلطی کی، پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث ''صحیح الاسناد'' ہے۔امام ذہبی نے بھی اس کو صحیح لکھا ہے۔(المستدرک ج ۲،ص ۳۰۷)

امام ابوالحسن واحدی (المتوفی ۴۶۸ھ) نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (الوسیط: ج ۲ص ۵۶، تفسیر سفیان الثوری:ص ۵۶، تفسیر الزجاج: ج ۲ص ۵۶، بحوالہ تفسیر تبیان القرآن للمفتی غلام رسول سعیدی)

بتدریج حرمت شراب اور پس منظر:

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے روک رہا ہے، کیوں کہ اس وقت نمازی کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور ساتھ ہی محل نماز یعنی مسجد میں آنے سے روکا جارہا ہے اور ساتھ جنبی شخص (جسے نہانے کی حاجت اس) کو محل نماز یعنی مسجد میں آنے سے روکا جارہا ہے۔ ہاں ایسا شخص کسی کام کی وجہ سے مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے دروازے سے نکل جائے تو جائز ہے۔

نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جانے کا حکم شراب کی حرمت سے پہلے کا تھا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے جو ہم نے سورۂ بقرہ کی آیت: ﴿ **یسلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کذلک یبین اللہ لکم الایت لعلکم تتفکرون** ﴾ 2 .البقرة: 219) کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب وہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے تلاوت کی تو آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ شراب کے بارے میں اور صاف صاف بیان نازل فرما پھر نشے کے حالت میں نماز کے قریب نہ جانے

کی یہ آیت اتری۔اس پر نمازوں کے وقت اس کا پینا لوگوں نے چھوڑ دیا۔اسے سن کر بھی جناب فاروق رضی اللہ عنہ نے یہی دعا مانگی تو آیت:﴿ یاایھا الذین امنو انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلوۃ فھل انتم منتھون﴾ (5.المائدہ : 91.90) تک نازل ہوئی،جس میں شراب سے بچنے کا حکم صاف موجود ہے۔اسے سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم باز آئے۔

اسی روایت کی ایک سند میں ہے کہ جب سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی اور نشے کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت ہوئی۔اس قوت یہ دستور تھا کہ جب نماز کھڑی ہوتی تو ایک شخص آواز لگاتا کہ کوئی نشہ والا نماز کے قریب نہ آئے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں چار آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ایک انصاری نے بہت سے لوگوں کی دعوت کی ہم سب نے خوب کھایا پیا۔پھر شرابیں پئیں اور مخمور ہوگئے،پھر آپس میں فخر جتانے لگے کہ اتنے میں ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھا کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دی ماری،جس سے اُن کے ناک پر زخم آیا اوراس کا نشان باقی رہ گیا۔اس وقت تک شراب کو اسلام نے حرام نہیں کیا تھا۔پس یہ آیت نازل ہوئی یہ حدیث صحیح مسلم شریف میں بھی پوری مروی ہے۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دعوت کی۔سب نے کھانا کھایا پھر شراب پی اور مست ہوگئے۔اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا۔انہوں نے ایک شخص کو امام بنایا۔اس شخص نے نماز میں آیت:﴿ قل یاایھاالکافرون﴾ کو اس طرح پڑھا:﴿ مااعبدماتعبدون و نحن نعبد ما تعبدون﴾ اس پر یہ آیت اتری اور یوں نشے کی حالت میں نماز کا پڑھنا منع کیا گیا۔یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور حسن بھی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور تیسرے ایک اور صاحب نے شراب پی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز میں امام بنائے گئے اور قرآن مجید کی قرأت خلط ملط کردی اس پر یہ آیت

اتری۔سنن ابوداؤداور سنن نسائی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ نے امامت کی اور جس طرح پڑھنا چاہیے تھا نہ پڑھ سکے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔اور ایک روایت میں مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امامت کرائی اور یہ آیت اس طرح پڑھی:﴿ **قل یا ایھا الکافرون اعبدتم ما عبدتم لکم دینکم ولی دین** ﴾ پس یہ آیت نازل ہوئی اور یوں اس حالت میں نماز پڑھنا حرام کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت سے پہلے لوگ نشہ کی حالت میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔پس اس آیت سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔(تفسیر ابن جریر طبری)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے نازل ہونے کے بعد لوگ اس سے رک گئے۔پھر شراب کی مطلق حرمت نازل ہونے کے بعد لوگ اس سے بالکل تائب ہو گئے، پھر شراب کی مطلق حرمت نازل ہوئی۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے شراب کا نشہ مراد نہیں بلکہ نیند کا خمار مراد ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک یہی ہے کہ مراد اس سے شراب کا نشہ ہے۔ اور یہاں خطاب ان سے کیا گیا ہے جو نشہ میں ہیں لیکن اتنے نشہ میں بھی نہیں کہ احکام شرع ان پر جاری ہی نہ ہو سکیں۔کیوں کہ نشے کی ایسی حالت والا شخص مجنون کے حکم میں ہے۔

بہت سے اصولی حضرات کا قول ہے کہ یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو کلام کو سمجھ سکیں ایسے نشہ والوں کی طرف نہیں جو سمجھتے ہی نہیں کہ ان سے کیا کہا جا رہا ہے، اس لئے کہ خطاب کا سمجھنا شرط ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گو الفاظ یہ ہیں کہ:''نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو!''لیکن مراد یہ ہے کہ:''نشے کی چیز کھاؤ پیو بھی نہیں''اس لیے کہ دن رات میں پانچ وقت نماز فرض ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شرابی ان پانچویں وقت نمازیں ٹھیک وقت پر ادا کر سکے، حالاں کہ شراب برابر پی رہا ہے۔(واللہ اعلم)(تفسیر ابن کثیر سورۃ النساء آیت 43)

چند ایک مفسرین کی آراء آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ مفسرین کی مختلف آراء سے اندازہ ہو گیا کہ اس آیت کے شان نزول کا واقعہ مختلف فیہ ہے اب خوامخواہ سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کی طرف اس کی نسبت کرنا علم سے دوری کی بات ہے۔

آخر میں ہم دو مفسرین کی آراء پیش کر کے اپنی بات کو مکمل کرتے ہیں۔

قاری محمد طیب صاحب اور امام نسائی رحمہ اللہ جیسی دو ہستیوں نے اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے جو گفتگو فرمائی وہ ہماری پوری بات کا خلاصہ ہے۔ ہم ان ہی کے اقوال کو اپنے استدلال کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ قاری محمد طیب صاحب ''تفسیر برہان القرآن'' میں فرماتے ہیں۔

یاایھاالذین آمنوا لا تقربوا الصلوة و انتم سکری حتی تعلموا ماتقولون ولاجنبا الا عابری سبیل حتی تغسلوا وا ن کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدو ماء فتیمموا صعیدا طیباً فامسحو بوجوھکم وایدیکم . ان اللہ کان عفوا غفورًا .

(والمحصنت: سورۃ النساء: آیت نمبر 43 بحوالہ: تفسیر برہان القرآن)

تفسیر وآیات:

نشے اور جنابت کے قریب نہ جاؤ (۸۴)۔ اس سے قبل حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بات کی گئی اب حقوق اللہ میں سے نماز کے چند احکام بتائے جا رہے ہیں۔

اس آیت کا شان نزول سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے یوں مروی ہے کہ ایک بار انصار میں سے ایک شخص نے ہماری دعوت کی، لوگوں نے وہاں شراب پی۔ اس وقت شراب حرام نہ کی گئی تھی۔ ساتھ ہی نماز کا وقت ہو گیا تو ایک شخص نے امامت کی اور یوں پڑھنا شروع کر دیا: ﴿**قل یا ایھاالکافرون لاعبدماتعبدون و نحن نعبد ماتعبدون**﴾ تب یہ آیت اتری:

یاایھا الذین امنو ا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری ﴾(المستدرک للحاکم کتاب التفسیر سورہ نساء جلد ۲ صفحہ ۳۳۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

جامع ترمذی میں ہے کہ اس واقعہ میں نشہ میں نماز پڑھنے والے سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ خود تھے، مگر تحقیق یہ ہے وہ حضرت علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ نہ تھے، بلکہ انصار میں سے کوئی آدمی تھا جیسا کہ مستدرک حاکم کی اس روایت میں مذکور ہے بلکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد اس جگہ لکھا ہے کہ خوارج اس حدیث میں نشہ میں قرأت قرآن کو سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جب کہ اللہ نے ان کو اس سے بری رکھا ہے۔تو گویا جامع ترمذی میں نشہ میں قرأت قرآن کا سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ کی طرف منسوب کیا جانا کسی خارجی راوی ہی کی وجہ سے ہے۔(تفسیر برہان القرآن از قاری محمد طیب صاحب)

چنانچہ حضرت قاری طیب صاحب نے بھی تقریباً وہی بات کی وہ جو ہم بیان کر چکے ہیں۔

اس مضمون سے متعلق ایک روایت امام نسائی رحمہ اللہ کی تفسیر النسائی میں بھی موجود ہے۔ملاحظہ فرمائیے:

قوله تعالى : ﴿ لاتقربوا الصلاة وانتم سكارى ﴾

حديث : ١١ / ٧٤٦ ...... (عن) عمرو بن على (عن) ابن مهدى (عن) سفيان (عن) عطاء بن السائب (عن) ابى عبد الرحمان السلمى (عن) على بن ابى طالب رضى الله عنه ان رجلا من الانصار دعاه و عبد الرحمان بن عوف فسقاهما قبل ان تحرم الخمر فامهم على فى المغرب فقرأ ﴿ قل يا ايها الكافرون ﴾ فخلط فيها فنزلت : ﴿ لاتقربوا الصلاة وانتم سكارى حتىٰ تعلمو ما تقولون ﴾

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کا فرمان:﴿ لاتقربوا الصلاة وانتم

سکاری ﴾ یعنی نشے کی حالت میں تم نماز کے قریب بھی نہ جاؤ! سیدنا علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ ورضوانہ سے روایت ہے کہ انصار کے شخص نے ان کی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ہم دونوں کو اُس نے (شراب) پلائی (یہ واقعہ) شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ مغرب کی نماز میں سیدنا علی سلام اللہ علیہ ورضوانہ نے اُن کی امامت کی، جس میں انہوں نے (سورت) ﴿ **قل یا ایھا الکافرون** ﴾ کی تلاوت کی، جس میں انہوں نے (تلاوت) خلط ملط کردی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ **لاتقربوا الصلاة وانتم سکاری** ﴾ یعنی نشے کی حالت میں تم نماز کے قریب بھی نہ جاؤ!

ذیل میں ہم حضرات اہل علم وتحقیق کے لئے امام نسائی رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا روایت پر ''تفسیر نسائی'' کے فاضل محققین (صبری بن عبدالخالق شافعی اور سید بن عباس جلیسی) کی انتہائی عمدہ اور نپی تلی تحقیق نقل کرتے ہیں جس میں اُنہوں نے روایت ہذا پر فنی اعتبار سے انتہائی عمدہ اور پرمغز بحث کی ہے:

" ذکر المنذری ان فی روایة النسائی ان الذی صلی هو عبد الرحمان بن عوف ، الاسناد من تحفة الاشراف (رقم ١٠١٧٥) والمتن من سنن ابی داؤد السجستانی من طریق سفیان الثوری عن عطاء ...... به۔ وانظر التفسیر (رقم ١٢٦)

١١ ۔ اسناد حسن صحیح اخرجه ابو داؤد فی سننه (رقم ٣٦٧١) : کتاب الاشرية، باب فی تحریم الخمر، عن مسدد عن یحیی عن سفیان ، والترمذی فی جامعه (رقم ٣٠٢٦) کتاب تفسیر القرآن ، باب (ومن سورة النساء) عن عبد بن حمید عن عبدالرحمن بن سعد عن ابی جعفر الرازی ، کلاهما عن عطاء بن السائب الثقفی عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی بن ابی طالب ...... به وانظر تحفة الاشراب (رقم ١٠١٧٥) وسنده جید قوی ورجاله ثقات غیر عطاء بن السائب فهو صدق قد اختلط ، لکن روی عنه سفیان الثوری (کما عند المصنف

وابی داؤد) قبل الاختلاط فزالت هذه الشهبة وابو عبد الرحمن السلمی هو عبد الله بن و حبیب بن ربیعة المقرئ وابو جعفر الرازی هو عیسی بن ابی عیسی صدوق سیء الحفظ وقد توبع ـ وقال الترمذی : ((هذا حدیث حسن صحیح غریب))

وقد رواه ایضا عبد بن حمید (رقم ٨٢ ...... منتضب) والبزار فی مسنده (رقم ٥٩٨ البحر الزخار) والنحاس فی ناسخه (ص ١٣١) والطبری فی تفسیره (٥ /٦١) والحاکم فی مستدرکه (٢ /٣٠٧)(١٤٢/٤ ، ١٤٢ ...... ١٤٣) و صححة ووافقه الذهبی وابن ابی حاتم کما قال ابن کثیر (١ /٥٠١) ...... من طرق عن عطاء بن السائب به وزاد نسبة فی الدر (٢ /١٦٤ ...... ١٦٥) لابن المنذر عن علی بن ابی طالب به ـ

وقد اختلف فی اسم من صلی و خلط فی القراء ة ففی روایة ابی داؤد والترمذی وغیرهما انه علی بن ابی طالب وعند البزار لم یسم الرجل وفی روایة لابن جریر والنحاس وغیرهما ان الذی صلی هو عبد الرحمن بن عوف فهذا الاضطراب فی اسمه من تخالیط ابن السائب ـ والله اعلم ـ

وقال الحاکم (٢ /٣٠٧) ...... بعد ان ساق الخبر وفیه فتقدم رجل فقرأ ...... ((وفی هذا الحدیث فائدة کثیرة [هکذا ولعل الصواب کبیرة بالباء الموحدة] وهی ان الخوارج تنسب هذا السکر وهذه القراء ة الی امیر المومنین علی بن ابی طالب دون غیره ، وقد براه الله منها جانه راوی هذا لحدیث))

وقال البزار : ((وهذاالحدیث لانعلمه یروی عن علی رضی الله عنه متصل الاسناد الا م حدیث عطاء بن السائب عن ابی عبد الرحمن وانما کان ذلک قبل ان تحرم الخمر ، فحرمت من اجل ذلک))

وقال المنذری فی مختصر سنن ابی داؤد (٥ /٢٥٩) : ((وقد اختلف فی اسناده و متنه فاما الاختلاف فی اسناده فرواه سفیان الثوری وابو جعفر الرازی عن

عـطـاء مسـنـدا وروه سـفيان بن عيينة وابراهيم بن طهمان و داود بن الزبر قان عن عطاء بن السائب فارسلوه ـ واما الاختلاف فى متنه ففى كتابى ابى داود والترمذى مـاقـدمـناه وفى كتاب ابى بكر البزار امروا رجلا فصلى بهم ولم يسمه وفى حديث غيره فتقدم بعض القوم))

قـلـت أمـا الارسـال فـلـم اقف عـلـي هـذه الطرق المرسلة انما لاذى في مستدرك الحاكم (٤ / ١٤٢،١٤٣) مـن طريق خالد بن عبد الله الطحان عن عطاء بـن ابـى عبـد الـرحـمـن السـلـمـى ان عبد الرحمان صنع طعاما قال فدعا ناسا من اصـحـاب الـنبى صلى الله عليه وسلم فيهم على بن ابى طالب فقرا ...... الخ فيحمل على ان السلمى سمعه من على بن ابى طالب كما فى الطرق الاخرى والله اعلم ـ

واما الاختلاف فى المتن فانه لا يوثر فى صحة اصل الخبر سواء فى الذى صنع الطعام (الداعى) أو الذى صلى فخلط فى القراءةوالله سبحانه تعالى اعلم ـ

وقـد روى احـمد فى مسنده (٢ /٣٥١) مـن طـريـق ابـى معشر عن ابى وهـب مـولـى ابـى هـريرة عن ا بى هريرة قال حرمت الضمر ثلاث مرات ...... وفيه حتـى اذا كان يوم من الايام صلى رجل من المهاجرين ام اصحابه فى المغرب خلط فى قراء ته فانزل الله فيها آية اغلظ منها﴿ياايهاالذين لاتقربوا الصلاة واتنم سكارى حتـى تـعـلمو ماتقولون ﴾......الخ وسند ه ضيعف لضعف ابى معشر م وجهاله ابى وهب وذكره الهيثمى فى المجمع (٥/ ٥١) وقال : ((وابو وهب وملى ابى هريرة لـم يـجـرحه احد ولم يوثقه وابو نجيح ضيعف لسوء حفظه وقد وثقه غير واحد و شريح ثقة))

(تفسير النسائى ، الجزء الثانى ، ص٥٩٤ / ٩٥ / ٥٩٦)

مفسرین کی آراء سے اخذ شدہ نتیجہ:

حضرات مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے ذیل میں اپنی اپنی رائے کا اظہار

کیا ہے۔ جو روایات حضرات مفسرین نے پیش کی ہیں ان روایات کی ہم تحکیم کر چکے ہیں۔ اب بات قابل غور ہے کہ حضرات مفسرین بھی یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے کہ اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟ اور حیرانی اس بات کی ہے کہ جو روایات اپنی ذات میں غیر مستند ہیں ان کو حضرات مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے طور پر بغیر تحقیق کے پیش کر دیا ہے اور ہمارے علماء جو ان تفاسیر کا حوالہ دیتے ہیں ان پر بھی حیرت ہے کہ بغیر تحقیق کیے ان روایات کو صرف اس لیے قبول کر لیتے ہیں کہ ان روایات کو فلاں مفسر نے اپنی تفسیر میں درج کیا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ دقت نظر سے چیزوں کو دیکھا نہیں جاتا۔ گویا کہ علم و تحقیق کا ذوق ہی ختم ہو گیا ہے۔

ایک سوال:

کیا امام بخاری رحمہ اللہ کی جمع کردہ روایات کو صرف ان کے انتخاب پر قبول کر لیا جاتا ہے؟ یا یہ رویہ بھی علماء میں پایا جاتا ہے کہ جن اصول وقواعد کی بنیاد پر امام بخاری رحمہ اللہ نے احادیث جمع کی ہیں تو انہی اصول وقواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ان کی تردید کر دیں جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے کیا۔

حضرات مفسرین کی جمع کردہ روایات یا محدثین کرام کی نقل کردہ روایات کو کیا صرف ان شخصیات کے انتخاب پر قبول کر لینا دُرست رویہ ہے؟ حالاں کہ تقریباً 1200 سال سے علم حدیث پر جو کام ہو رہا ہے وہ کسی محدث کی تحقیق پر بند نہیں ہو گیا، بلکہ کام جاری رہا، لیکن آج ایسا کیوں ہے؟ یہ حدیث فلاں کتاب میں آئی ہے۔ یہ حدیث فلاں تفسیر میں آئی ہے۔ اگر احادیث پر صحت اور عدم صحت کا حکم لگانے کا تحقیقی کام آج کے دور میں بند ہو گیا ہے تو پھر کتب میں موجود ہر رطب ویابس قبول کر لیا جائے۔